

پاکستان میں نظامِ تعلیم کی اسلامی تشکیل کی حکمتِ عملی

ڈاکٹر سعید اللہ قاضی

(۲)

معلم | تعلیمی پالیسی کی باگیں ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہوں جو اسلامی ذہن رکھتے ہوں۔ اسلامی نظامِ تعلیم کو جانتے ہوں اور اسے قائم کرنا چاہتے ہوں۔ اس قسم کے مسکنوں کے بغیر مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔

نظامِ تعلیم میں تربیتِ اساتذہ کا مسئلہ نہایت اہم ہے۔ نصابِ تعلیم جس نوعیت کا بھی ہو، اگر پڑھانے والا مسلمان ہو اور خوبوں کا مالک ہو تو وہ اس کو صحیح سمت میں ڈال سکتا ہے۔ استاد کی ذات اور اس کا کردار کسی بھی نظامِ تعلیم میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اگر نظامِ تعلیم بگڑے ہوئے اخلاق اور عقیدے کے لوگوں کے ہاتھوں میں ہو تو ان کے ہاتھوں جو نسل پروران چڑھے گی، اس سے کوئی اچھی توقعات وابستہ کرنا تاریک رات میں کسی تاریک کمرے کے اندر ایک کالی بلی کی تلاش کے مترادف ہے۔

اسلامی نظامِ تعلیم قائم کرنے کے لیے معلمین کو پڑھائی کا اسلوب بدلنا ہوگا۔ استاد صرف اس لیے نہیں کہ طلباء کو مصروفِ کار رکھے یا صرف وقت گزار کے تنخواہ وصول کرے، بلکہ وہ اپنے شاگردوں کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں پڑھائے۔ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا" میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ استاد کا وظیفہ گویا کہ نبوت

اے محمد حسین: سید مودودی کے تعلیمی نظریات - مودودی تحلیلات ص ۱۴۳

کی ذمہ داریوں میں بجز وہی طور پر حصہ لینا ہے۔

اسلامی تربیت کا پہلا وسیلہ معلم کا کردار ہے اور نصیحت کا عمل کردار کے بعد شروع ہوتا ہے، یعنی بچوں کو جن امور کی تربیت دینی مقصود ہو، معلم اُن کا عمل نمونہ پیش کرے۔ پرائمری سے یونیورسٹی کی سطح تک تمام تعلیمی اداروں میں اسلامی روح جاری و ساری کرنے کے لیے اساتذہ کرام کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ اسلام کو اپنی زندگیوں میں نافذ کریں۔ طلبہ کے دل از خود ان کی طرف مائل ہو جائیں گے۔

ہر مسلمان معلم ایک داعی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کی دعوت طالب علموں کے سامنے کلاس کے اندر پیش کرے، اور جب طلبہ استاد کو اسلامی اخلاق کا ایک چلنا پھرتا نمونہ دیکھیں گے تو وہ خود اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جائیں گے۔

اگر استاد شاگرد کو پابندی وقت کا سبق دے اور خود اس کا عملی مظاہرہ کرے تو طلبہ پر ضرور اس کا اثر ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ خود دیر سے آنے کا عادی ہو اور طلبہ کو وقت پر آنے کا درس دیتا ہے تو ایسا استاد شاگردوں کو متاثر کرنا تو درکنار خود کو ان کی نظروں میں گراتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طلبہ ابھی بے قاعدگی میں اپنے استاد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

درسوں اور کالجوں کے لیے معلمین و معلمات کے انتخاب میں ان کی سیرت و کردار اور دینی حالت کو ان کی تعلیمی قابلیت سے زیادہ اہمیت دینی چاہیے۔ اُن کے انتخاب کے لیے (آئی۔ ایس۔ ایس۔ بی) کے طرز پر دیندار ماہرین تعلیم کا ایک بورڈ ہونا چاہیے جو اُمیدوار کو ہفتہ عشرہ اپنے پاس رکھے۔ اُس کی نشست دبرخاست، کھانے پینے کے انداز، دینداری اور تدریسی قابلیت پر کڑی نظر

لے پروفیسر خورشید احمد۔ نظامِ تعلیم کی اسلامی تشکیل جدید، مطبوعہ — تنظیم اساتذہ پاکستان

لاہور ۱۹۶۸ء ص ۳۶

۳۶ محمد قطب موجودہ نظامِ تعلیم سے اسلامی نظامِ تعلیم کی طرف۔ مجموعہ تقاریر نظامِ تعلیم کی اسلامی تشکیل، کل پاکستان تعلیمی کانفرنس ۱۹۶۸ء۔ لاہور

۳۶ اسلامی نظامِ تعلیم۔ ص ۳۶

رکھے۔ ساتھ یہ بھی دیکھے کہ تعلیم کے ساتھ ان کا دلی لگاؤ ہے یا نہیں، اور پھر وہ اس کو ایک مقدس پیشہ بھی سمجھتے ہیں یا نہیں۔

اس سلسلے میں ایک عملی مثال پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ۱۹۱۳ء میں صاحبزادہ عبدالقیوم خاں نے اسلامیہ کالج قائم کیا تو اس کے لیے اساتذہ کا طریقہ انتخاب یہی تھا۔ وہ امیدواروں کو پہلے اپنے پاس یا اپنے ساتھیوں کے ساتھ رکھتے، وہ ان پر کڑی نظر رکھتے، کلاس میں ان کی تدریسی قابلیت کو جانچتے اور دس پندرہ دن کے بعد وہ استاد کا انتخاب عمل میں لاتے۔ یہی طریقہ قابل بھی اپنانے کی اشد ضرورت ہے۔

ایک حقیقی استاد ایک مشنری ہوتا ہے۔ وہ محض روزی کمانے کے لیے دوسروں کے کاموں کی طرح استاد کی کام نہیں کرتا۔ حقیقی استاد کی زندگی کا یہ مشن ہوتا ہے کہ جو تہذیب، عقائد، افکار، عبادات اور خصائل اس کو اپنے اسلاف سے ملے ہیں وہ ان کو آگے آنے والی نسل تک صحیح شکل میں پوری دیا تدریسی کے ساتھ منتقل کرے تاکہ نئی نسل اس راستے پر آگے بڑھے جس پر اس امت کا آگے بڑھنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ معلمی ایک مشن ہے اور اگر کوئی معلم اس کو دینی جذبے کے ساتھ نہیں کرتا تو وہ "ملازم ہے، معلم نہیں ہے۔"

ہماری درس گاہوں میں اسلامی تعلیم کے لیے غیر مسلم اساتذہ کو ذریعہ بنانا ناقابل تصور ہے۔ ان سے یہ امید رکھنا کہ وہ اسلامی طرز پر طلباء کی پرورش کریں گے۔ کہیلے کی ہیل سے خوشہ انگور کی امید رکھنا ہے۔ بعض دوسرے دائروں میں ان سے خدمات لی جاسکتی ہیں، مگر تعلیم جیسے بنیادی نظام میں نہیں۔

محض دینیات کے لیے چند مولوی مدرسین دینیات کا تقرر بالکل بے فائدہ ثابت ہوگا جبکہ دوسرے مضامین کے پڑھانے والے غیر مسلم ہوں۔ وہ ضرور زندگی اور اس کے مسائل اور معاملات کے متعلق طلباء کے نظریات اور تصورات کو اسلام کے مرکز سے پھیر دیں گے۔ اس زہر کا تریاق محض دینیات کی تدریس سے فراہم نہ ہو سکے گا۔ بنگال میں ہندو اور افغانستان میں کمیونسٹ

۱۰۹۰۸۔ مشمولہ نظام تعلیم کی اسلامی تشکیل جدید، ص ۱۰۹۰۸۔

اساتذہ کے کردار سے جو نتیجے سامنے آتے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ اس قسم کی حالت آج کل سندھ میں بھی ہے۔ جہاں درس گاہوں میں ہندو اساتذہ کام کرتے ہیں اور سندھ میں جو غیر اسلامی تحریک چل رہی ہے وہ غالباً ان اساتذہ ہی کی مرہونِ ممت ہے یا کم سے کم ان کا اس میں خاصا مؤثر حصہ ضرور ہے۔

مخصوص حالات میں کسی غیر مسلم ماہر فن کی خدمات لی جاسکتی ہیں بشرطیکہ مجموعی ماحول اور اسٹاف کا کردار مضبوط اور صحت مند ہو۔ لیکن عام حالات میں یہ صورت مناسب نہیں۔ خاص طور پر موجودہ مرحلے میں ہماری درس گاہوں کے اساتذہ ایسے لوگ ہوں جن کی زندگی اسلامی ثقافت کے رنگ کی منظر ہو۔ ایسے اساتذہ تلاش کیے جائیں جو علوم جدیدہ میں مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث میں بھی بصیرت رکھتے ہوں۔

اساتذہ کی کثیر تعداد کا مطالعہ نہایت محدود ہوتا ہے ان کی توجہ طلباء کی ذہنی نشوونما اور ان کی کردار سازی کی طرف جاتی ہی نہیں۔

اساتذہ کی کثیر تعداد زندگی کے دوسرے میدانوں میں ناکام ہو کر بادلِ نخواستہ معلمی کا پیشہ اختیار کرتی ہے۔ ان کو اس پیشے کی عظمت کا کوئی احساس نہیں ہوتا وہ صرف اس کو روزی کمانے کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں۔

تعلیمی اداوں میں ایسے اساتذہ کا تقرر کیا جائے جن کا مطالعہ وسیع ہو اور تجربے اور اعلیٰ کردار کے مالک ہوں۔

اس سلسلے میں تجویز یہ ہے کہ یونیورسٹی سطح پر پڑھانے والا استاد ضروری ہے۔ ایچ۔ ڈی ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ پرائمری سے لے کر کالج کی سطح تک اساتذہ کی تنخواہ ان کی تعلیمی قابلیت (یعنی ڈگری) نہ کہ عہدے کے مطابق مقرر ہو۔ ایک ایم۔ اے کی ڈگری رکھنے والا استاد اگر پرائمری سکول میں بھی پڑھانے تو اس کو اس دوسرے ایم۔ اے کی ڈگری رکھنے والے استاد کے برابر تنخواہ ملنی چاہیے جو

۲۹۲ ص تنقیحات

۱۶۸ سنہ شہناز، اسلام میں علم کی اہمیت اور ہماری تعلیمی حالت۔ چھلیک، مغان عدد نمبر ۱۶۸

کالج یا مائی اسکول میں پڑھاتا ہو۔ یہ طریقہ مصر میں رائج ہے۔ مخلوط طریقہ تعلیم کو ختم کرنا ہوگا، اور طلباء اور طالبات کے لیے الگ الگ درس گاہیں بنانی ہوں گی۔

ذرائع ابلاغ | اچھے اسلامی اور اصلاح معاشرہ ممکن ہی نہیں ہے جب تک ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ کے پروگراموں میں انقلابی تبدیلی نہ ہو اور شیطانی تعلیم اور تربیت کے ان کے مراکز سے بے راہ روی اور عریانی کی اشاعت بند نہ ہو۔ اسلامی نظام میں ریڈیو، ٹی۔وی اور فلموں کے پروگرام مغربی ممالک سے بالکل مختلف ہونے چاہئیں۔ ان اداروں کو چاہیے کہ نظریہ اسلام اور تعلیمات اسلام کے مبلغ بنیں۔ اگرچہ ہر ایک کا طریق کار مختلف ہوگا لیکن انتہائی مؤثر ہوگا۔

”پچھلے دنوں ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات میں علاقائی ثقافت کا راگ اس طرح الا پا گیا کہ بیاری مسلم ثقافت، جس کے تحفظ و بقا اور تعمیر و ترویج کے لیے یہ ملک ہزاروں قربانیوں کے بعد قائم کیا گیا، شور و غوغا میں دب کر رہ گئی، جتنی کہ بعض نکتہ وروں نے کسی مسلم یا پاکستانی ثقافت کے وجود ہی سے انکار کر دیا۔ ان کے خیال میں پاکستان مختلف ثقافتوں کا گہوارہ ہے۔ جس کی اب تک کوئی اکائی قائم نہ ہو سکی۔“ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ آگے چل کر ان میں کچھ وجہ اشتراک پیدا ہو جائے اور وہ ایک دوسرے کے قریب آجائیں۔ بعض ارباب سیاست ذرا اس سے بھی آگے نکل گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کئی قوموں کا مسکن ہے، جن کے مسائل اور مفادات جدا جدا ہیں، اس لیے ان میں سے ہر ایک کا حق ہے کہ وہ اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے آزاد ہوئے۔

ایک عجیب بات ہے کہ ثقافت کے ان علمبرداروں کو ہندوستان اور روس جیسے مختلف النسل مختلف المذہب ملکوں میں تو ثقافتی یک جہتی نظر آتی ہے مگر پاکستان میں مشترکہ ثقافت کے عوامل مصنوعی دکھائی دیتے ہیں۔ روس یا دوسرے اشتراکی ملکوں میں جو ثقافتی اکائی پیدا ہوتی ہے یا ہو رہی ہے، اس کی پشت پر حکومت کی فوجی طاقت اور ابلاغ عامہ کے ذریعے لوگوں کی ذہنی تطہیر (BRAIN WASHING) کا مسلسل عمل ہے۔

۱۔ محمد انور قریشی - اصلاح معاشرہ کیسے ہو؟ لاہور

۲۔ ڈاکٹر عبدالعزیز - ہماری اعلیٰ تعلیم اور ہم - مطبوعہ عزم نو ص ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴

جب ایک خاص قسم کا فٹری پروگرام مدت تک جاری رہتا ہے تو سامعین اور ناظرین پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ذہن بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے جو ان پروگراموں کے پروپیگنڈے کی حقیقت سے واقف ہوتے ہیں اور اس طرح رفتہ رفتہ مزاج میں ایسی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہی باتیں جنہیں عقلاً یا ان کے سیاسی سبق میں صحیح نہیں سمجھا جاتا، حق معلوم ہونے لگتی ہیں اور ملاقائی علمبرداروں کو اپنے مطلوبہ مقاصد میں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔

پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جو اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے۔ اس اصول کے مطابق اگر ان ذرائع سے اسلامی اقدار کے احیاء اور ان کی توضیح و تشریح کا کام لیا جاتا تو اس پر اشتراکیت کے نقیبوں کے لیے بھی اصولاً اعتراض کی گنجائش نہ تھی اس لیے کہ ملک کی نظریاتی اساس کو مستحکم کرنا اس کا بنیادی حق تھا۔ لیکن یہاں یہ حال ہے کہ اسلام کے بارے میں اکثر پروگرام محض خانہ پڑی کے لیے رکھے جاتے ہیں۔ مثلاً کراچی ٹیلی ویژن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ پر ایک دس منٹ کا پروگرام ریح الماقل میں نشر ہوا جو اس قدر مشہور و مقبول ہوا کہ اس کے جاری رکھنے کا مطالبہ زور پکڑ گیا۔

ایک نظریاتی مملکت کے نمائندہ ادارہ ہونے کی حیثیت سے پاکستان ٹیلی ویژن کو مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرنا چاہیے تھا۔ لیکن یہ مسئلہ عدالت میں گیا اور ٹی۔ وی والوں کو عدالتی فیصلے کے مطابق اس پروگرام کو بند کرنے کا موقع مل گیا۔ ٹی۔ وی پر یہ دس منٹ کا وقت بھاری گذرا لیکن لوک رنگ، لوک رقص، گیت، اخلاق سوز انگریزی فلموں اور رقص و موسیقی کے دوسرے پروگراموں کے لیے وقت کی کمی کا کوئی مسئلہ پیدا نہ ہوا۔

ثقافت پر عالمانہ بحث کا سلسلہ شروع ہوا اور ساتھ ساتھ عالم لوہار کا چٹا اور سلیمان شاہ کے گھنگرو بھی بچنے رہے۔ یہ سلسلہ مہینوں جاری رہا اور ثقافت پر دان چڑھتی رہی۔ ان مباحث کا اثر نوجوانوں پر زیادہ پڑتا ہے۔ یقیناً ثقافت کی ان الجھی ہوئی باتوں نے ان کے ذہنوں کو اور الجھا دیا ہوگا۔ اور ان کی بے یقینی پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہوگی۔

ایک دوسری روایت کے مطابق ”ٹی۔وی۔اپنی پوری محترمانہ نیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ وہ وقت جو مطالعہ میں صرف ہونا چاہیے وہ اس کی نذر ہو جاتا ہے۔ والدین ٹی۔وی اور دیگر ذرائع تفریح پر روپے پیسے کی بمینٹ چڑھاتے ہیں اور اولاد والدین کے شانہ بشانہ بیٹھ کر ریڈیو سے فلمی گانے سنتے ہیں، ٹی۔وی دیکھتے ہیں، استیما دیکھتے ہیں۔ فیشن پرستی اور بد اخلاقی کے جرائم کے جوائیم ان میں پوری طرح سرايت کر جاتے ہیں۔ پیسہ لٹایا جاتا ہے، وقت برباد کیا جاتا ہے۔ شرم و حیا اور اعلیٰ اخلاق کی اقدار ریزہ ریزہ کی جاتی ہیں۔“

یونیورسٹیوں میں جو کچھ ہو رہا ہے یا ٹی۔وی، فلموں وغیرہ پر جو اسلوب اختیار کیا گیا۔ ان دونوں کا ایک دوسرے سے قریبی تعلق ہے۔ دونوں صورتوں میں ان کا ہدف نوجوان ہیں۔ اس لیے دونوں کو ایک دوسرے کا تکملہ سمجھنا چاہیے جو ساری قوم کو ایک غلط راستے پر لے جانے میں ایک دوسرے کو سہارا دے رہے ہیں۔ ٹی۔وی نے آج کل نئے سیاسی حالات کے پیش نظر وقتی طور پر اسلام کی عیاں پسلی ہے جو خدا کرے روزمرہ کا معمول بن جائے۔ ریڈیو، اخبار، رسالے، ٹیلی ویژن اور فلم وغیرہ ... داروں کے محاسبہ کے لیے ایک اعلیٰ کمیٹی تشکیل دی جائے جس میں اسلامی نظریاتی کونسل، اوقاف اور دینی اداروں کے علماء بھی شامل ہوں۔

مغربی تہذیب کی عشق بازی، جو آ، مار دھاڑ، عشق کے دیوانوں کے گانے، جذبات کو ابھانے والی حرکات، فلموں، ڈراموں اور اشتہاروں کو دکھانا بند کیا جائے۔ گانا گانے سے قبل اس کو روح کی تسکین اور تقویت کا ذریعہ قرار دینا اور ایسے الفاظ میں تعارف کرانا ضروری ہے دینی کی اشاعت اور غلط بیانی ہے۔

اسلام میں شادی سے قبل ملنا جلنا اور عشق بازی کی اجازت نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ ہمارا ملکی رواج ہے۔ پھر محبت کے جھوٹے اور خیالی افسانے اور ڈرامے دکھا کر پاکستان کے مسلمانوں کی عملی زندگی کا غلط اور جھوٹا نقشہ کیوں پیش کیا جاتا ہے اور قوم کو غلط راہ پر کیوں گامزن کیا جاتا ہے۔ بڑی کوتاہیوں

نہ اسلام میں علم کی اہمیت اور ہماری تعلیمی حالت - (مذکورہ الصدر)

ڈاکٹر عبدالعزیز - ہماری تعلیمی حالت اور ہم - مطبوعہ عزم نہ ص ۳۶۶

کی ٹھاٹھ باٹھ، نمائش اور فضول خرچی دکھا کر عوام کے دلوں میں بے چینی کیوں پیدا کی جاتی ہے جب کہ منکلی زندگی میں ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔ عام گھروں کی سادہ اور خوش حال زندگی کیوں نہیں کی جاتی جس میں عبادت، دیانت اور سخاوت کی مثالیں ہوں۔

اخبارات اور جرائد پر کڑی نظر رکھنی ہوگی۔ اس قسم کے جرائد بند کرنے ہوں گے جن میں مخالف اسلام مواد موجود ہو یا جن کے سرورق پر عریاں تصویریں ہوں۔

اسی طرح ایسی اشیاء کی درآمد پر بھی پابندی ہونی چاہیے جن پر اخلاقی سوز تصویریں ہوں۔ مثلاً آجکل میک آپ کے سامان پر جس قسم کی منگی تصویریں نظر آتی ہیں۔ ان کا سدباب کرنا ہوگا۔ اپنے کارخانوں میں تیار کیے جانے والے مال پر بھی کڑی نظر رکھنی ہوگی۔ مختلف ڈبوں، صابن اور

دوسری اشیاء کے کاغذ پر عورت کی طرح طرح کی تصاویر، غرض جہاں جہاں اور جس جس طریقے سے بھی مخالفین اسلام ہماری نسل کے اخلاق بگاڑنے کی کوشش کر رہے ہوں اس کا تدارک کرنا ضروری ہوگا۔

یہ وہ مختلف تدابیر ہیں جن کو اختیار کرنے سے موجودہ نظامِ تعلیم کو اسلامی نظامِ تعلیم کے قالب میں ڈھالنے کا کام شروع ہو سکتا ہے اور کچھ مدت میں مطلوبہ نتائج سامنے آسکتے ہیں۔ شرط صرف یہ ہے کہ اربابِ کار اور خاص طور پر اساتذہ خدا پر بھروسہ کر کے خلوصِ دل اور ایک عزمِ جواں کے

ساتھ اس کا آغاز کریں۔ واللہ اعلم بالصواب وما علینا الا البلاغ وما توفیقی الا باللہ

علیہ توکلت والیہ انیب۔ تاریخ: ۱۹-۱۰-۸۰

ضمیمہ نمبر ۱: جناب میتھیلیمان ندوی نے اپنے مضمون ”مسلمانوں کی آئندہ تعلیم“ مطبوعہ سوزم نو میں اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو سائنس اور ٹیکنالوجی پر کافی توجہ دینی چاہیے۔ ان کو

دوسرے ممالک پر انحصار کرنے کے بجائے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیے۔ دوا کی گولی سے لے کر بین الاقوامی میزائلوں تک اپنے ملک میں تیار کرنا چاہیے۔ غیر مسلم اقوام کے مقابلہ میں ان کی کمزوری گناہ کے مترادف ہوگی

بقول مولانا شمس الحق افغانی اگر دشمن کے پاس ایک سو جنگی جہاز ہوں اور ہمارے ۹۹، تو قیامت کے دن خدا ہم سے پوچھے گا کہ ہمارے پاس ایک جہاز کیوں کم تھا۔ اس لحاظ سے آج کل کے زمانے میں اٹیم

سے لے کر ٹیڈی ووجن لم تک مسلمانوں کے پاس ہونے چاہئیں۔ ایرونا ٹکس میں بھی مسلمان اگر اپنے دشمنوں سے پیچھے رہے تو آیت واعدوا لله ما استطعتم من قوۃ و من سباط الخیل کی روشنی میں گنہگار ہوں گے اس لیے نظام کی اسلامی تشکیل میں اس بات کو سرفہرست رکھنا ہوگا۔

ضمیمہ نمبر ۲: نظام تعلیم کے سلسلے میں قدیم و جدید کا امتزاج پیدا کرنے کے لیے گذشتہ تقریباً ۳۰ سال سے اسلامیہ کالج پشاور کی زیر سرپرستی ایک سنٹرل مخیالوجی کالج کام کر رہا ہے۔

گہرے سچویشن کرنے کے بعد طلباء کو (B - TR) یعنی بیچلر آف مخیالوجی کی ڈگری ملتی ہے۔ راقم الحروف اس سنٹرل مخیالوجی کالج کا فارغ التحصیل ہے۔ میرے خیال میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا ادارہ ہے لیکن اسی کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔

کتابیات

- | | |
|------------------------|--|
| ابوالحسن علی ندوی، | علوم اسلامیہ کے سرچشمے۔ |
| ابوعمار زاہد الراشدی | اسلامی نظام تعلیم کے بنیادی خدو خالی۔ |
| ابوسلمان شاہ جہاں پوری | قومی تعلیم کے چند مسائل۔ ایک تجزیہ۔ |
| ابوالکلام آزاد | مسلمانان ہند اور گورنمنٹ کی تعلیمی حکمت عملی۔ |
| ابوالکلام آزاد | عربی نصاب تعلیم میں انقلابی تبدیلیوں کی ضرورت۔ |
| احمد یار حافظ | دینی حس کی پرداخت۔ نظام تعلیم میں اس کی ضرورت و اہمیت۔ |
| احمد حسین کمال ڈاکٹر | اسلام کا نظریہ علم و نصاب اور برہنہ |
| آغا خان ڈاکٹر | پاکستان میں تدریس فارسی و عربی کے لیے چند تجاویز۔ |
| الطاف حسین حالی | حالی کا نظریہ تعلیم۔ |
| الطاف حسین حالی | اسلامی مدارس کا نصاب تعلیم۔ |
| الطاف حسین حالی | عصری تعلیم۔ |
| امجد علی شاگر | حضرت لاہوری کے تعلیمی نظریات۔ |

ہمارا نظام تعلیم اور اس کی درماندگی	خالد محمود ڈاکٹر
نظام تعلیم کی اسلامی تشکیل جدید۔ مطبوعہ نظام تعلیم کی اسلامی تشکیل جدید	خورشید احمد پروفیسر
تنظیم اساتذہ پاکستان لاہور ۱۹۶۹ء	
مسلمانوں کی آئندہ تعلیم	سید سلیمان ندوی
اسلامی ذہن کیسے پیدا ہو۔ مقالہ جو تنظیم اساتذہ کی تعلیمی کانفرنس کوٹہ	سید اشد قاضی ڈاکٹر و جہاں آرا
منعقدہ جون ۱۹۸۰ء میں پڑھا گیا۔	ایم اے
ایک مثالی استاد اور شاگرد کا کردار مطبوعہ روح و قلم۔ ادارہ تعلیم و تحقیق	سید اشد قاضی ڈاکٹر و جہاں آرا
پشاور یونیورسٹی ۱۹۸۰ء	ایم اے
راج الوقت درس نظامی کا جائزہ اور چند تجاویز	سید متین ہاشمی
نظام تعلیم میں اسلامی روح کیسے بھونکی جائے۔	شفیق جان دھری
اسلام میں علم کی اہمیت اور ہماری تعلیمی حالت چھلیک ملتان عدلیہ	شہناز انصار مسز
علم کہ راہ حق نہ نما پیدہ جہل است	صوفی عبدالحمید سواتی
مضامین کی نظریاتی تعلیم	عبدالحمید ہاشمی
اسلامی نظام تعلیم	عبدالرزاق ڈاکٹر
..... اور تیس سال گزر گئے۔	عبدالصمد صرام
ہماری اعلیٰ تعلیم اور ہم	عبدالعزیز ڈاکٹر
ثانوی تعلیم کا امروز و فردا	عبدالعزیز ڈاکٹر
اسلامی نظام تعلیم اور انگریزی	عبید اشد خاں ڈاکٹر
مسئلہ تعلیم	محمد ادریس کاندھلوی مولانا
دینی درس گاہوں کو دور جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی عملی تدابیر	محمد اسحاق مولانا
معیار تعلیم کی پستی	محمد اسماعیل بھٹی
موجودہ تعلیمی مسائل اور ان کا حل	محمد اشرف خاں
اصلاح معاشرہ کیسے ہو، انجمن خدام اسلام، لاہور۔	محمد النور قریشی

محمد حسین
 محمد خلیل اللہ
 محمد بن سعد المرشد
 محمد طابین
 محمد سعید الرحمن علوی
 محمد سلیم سید پروفیسر
 محمد قطب استاذ
 معین الدین ڈاکٹر
 محمد یوسف ننوری مولانا
 مناظر احسن گیلانی سید
 مودودی ابوالاعلیٰ
 مودودی ابوالاعلیٰ
 مودودی ابوالاعلیٰ
 ناصر شبر ازی
 جسٹس فقیر الدین احمد
 وحید الدین خان
 وحید قریشی ڈاکٹر

سید مودودی کے تعلیمی نظریات - لاہور، ۱۹۶۶ء
 اعلیٰ تعلیم میں تسلسل و تبدل
 آج عالم اسلام کی نگاہیں پاکستان پر لگی ہوئی ہیں، مضمونہ نظام تعلیم کی
 اسلامی تشکیل جدید، لاہور - ۱۹۶۹ء
 اسلامی نظام تعلیم کا مفہوم و مطلب
 تعلیمی نظام میں وسیع تبدیلیوں کی ضرورت -
 بے علم نتوان خدا را شناخت -
 موجودہ نظام تعلیم سے اسلامی نظام تعلیم کی طرف - مضمونہ نظام تعلیم
 کی اسلامی تشکیل جدید، تنظیم اساتذہ پاکستان، لاہور، ۱۹۶۹ء
 قرآن کریم کا نظریہ علم
 پس چہ باید کرد
 مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت
 معمار حرم باذبحہ تعمیر جہاں خیر، نظام تعلیم کی اسلامی تشکیل جدید
 لاہور ۱۹۶۹ء
 تنقیحات
 اسلامی نظام تعلیم، لاہور، ۱۹۶۷ء
 قائد اعظم کے تعلیمی افکار
 تعلیم کا مسئلہ حل کیوں نہیں ہوتا -
 علوم اسلامی کی تدوین
 قرآن کریم کی روشنی میں تعلیم